© rasailojaraid.com

کی اہمیت اس سے بھی ہے کہ اس نے آگرہ میں روضۂ اکبر کے تمام کتبات لکھے تھے۔ ان کتبات میں اس کا نام "عبدالحق بن محمد قاسم شیرازی" لکھا ہے۔ جب شاہ جہاں نے تاج محل کی تعمیر شروع کی تو کتبہ نویسی کے لیے اس کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اسے اس وقت امانت خان کا خطاب مل چکا تھا۔ اندرون گنبد تاج محل یہی خطاب درج ہے۔ تاج محل کی تعمیر کے بعد عبدالحق بادشاہ سے عرض کر کے خدمت سے سبکدوش ہو گیا تو فرماں روا نے اسے موجودہ علاقہ امرتسر بطور جاگیر عطا کر دیا جہاں اس نے سکونت اختیار کر لی۔ امرتسر میں اس نے ایک سرائے بھی تعمیر کی جو آج بھی "سرائے امانت خان" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ عمارت کاشی کاری سے مزین ہے اور شیرازی ماحول کی یاد دلاتی ہے۔

شاہجہاں نے ۱۰۴۸ھ میں شاہجہاں آباد کی عمارات کی ابتداء کی تو اس دور کے دو بڑے معماروں استاد احمد اور استاد حامد سے مدد لی۔ یہ معمار بھی روایات ایران کے ماہر تھے۔ یہی استاد احمد اور حامد تاج محل آگرہ کے معمار کہے جاتے ہیں۔ لیکن اگر ان کا تعلق تاج محل کی تعمیر سے ہوتا تو اس کا ذکر معاصر تواریخ میں ضرور ملتا۔ میرے نزدیک شاہجہاں خود تاج محل کا نگران اعلیٰ اور مجوز و منصرم تھا۔ تاج کا موجودہ پلین خود شاہجہاں کا تجویز کردہ ہے۔ استاد احمد کے خاندان کے فرد لطف اللہ مہندس نے اگرچہ اپنی ایک مثنوی میں یہ دعویٰ کیا کہ اس کے باپ احمد معمار شاہجہانی نے تاج کو بنایا تھا مگر کوئی اور شہادت اس کی تائید نہیں کرتی۔ اس لیے مجھے اس کو قبول کرنے میں تامل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوہ قاف کے اُس پار

مؤلف : سیّد علی اکبر رضوی

ناشر : جاوداں پبلشرز، ۲۸-ایچ، رضویہ سوسائٹی - کراچی

سالِ اشاعت : ۱۹۹۳ء

صفحات : ۱۳۷

قیمت : ایک سو پچاس روپے

کوہ قاف کے اُس پار"، علمی و ادبی ذوق رکھنے والے تجارت پیشہ جناب سیّد علی اکبر رضوی کے پندرہ روزہ (۲۶ ستمبر تا ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء) سفرِ ازبکستان کی روداد ہے۔ جناب رضوی کو اپنے کاروبار کے سلسلے میں مشرق و مغرب کے متعدّد ملکوں کی سیر و سیاحت کا موقع ملا مگر کسی ملک کے بارے میں اُن کے سفری مشاہدات و تاثرات منصہ شہود پر نہ آ سکے۔ ازبکستان سے شاید اُن کے جذباتی تعلق کا نتیجہ ہے کہ سفر کے چند ماہ بعد اُن کا سفر نامہ چھپ کر سامنے آ گیا۔ اِس سفر نامے میں جنابِ رضوی نے اپنے عقائد و نظریات کے برملا اظہار کے ساتھ ازبکوں کی عادات و اطوار اور رہن سہن پر دلچسپ معلومات مہیا کی ہیں۔ مثال کے طور پر اُنھوں نے لکھا ہے کہ "ازبکستان میں مٹھائی قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی، شاید اس لیے کہ لوگ بہت میٹھے ہیں۔" (ص ۸۷) پاکستان اور ازبکستان کے وقت میں کوئی فرق نہیں یعنی جس وقت پاکستان میں دن کے دو بجے ہوں گے، ازبکستان میں بھی یہی وقت ہو گا مگر "ازبکستان کے اندر ہوائی سفر کریں تو پاکستان اور ازبکستان کے وقت میں دو گھنٹے کا فرق ہوتا ہے --- یعنی اندرون ملک ہوائی سفر کے لیے ماسکو وقت پر کام ہوتا ہے۔" (ص ۷۵)

جنابِ رضوی کے بیان کردہ واقعات و تاثرات اپنی جگہ دلچسپ ہیں مگر اُنھوں نے ازبکستان کی تجارتی اور صنعتی فضا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، نسبتاً زیادہ اہم ہے۔ اُن کے تجارتی تجربے کے پیشِ نظر اُن کی آراء محض سیر و تفریح کرنے والے کسی شخص کے تاثرات نہیں۔ تاشقند میں اُنھوں نے ایک وولن ملز کا دورہ کیا۔ اُنھیں بتایا گیا کہ یہاں پچاس ہزار ٹن سالانہ اُون حاصل ہوتی ہے مگر ازبکستان

© rasailojaraid.com